السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نماز کے مستحبات اور مباحات

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

(1)۔ نماز کے دوران میں آگے قریب سے گزرنے والے شخص کو روک دینا مسنون ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلْيَدْرَأْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ"

"جب کوئی شخص نماز ادا کررہا ہو تو وہ کسی کو اپنے آگے سے گزرنے نہ دے، اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے لڑائی کرے کیونکہ اس کے ساتھ اس کا ساتھی (شیطان) ہے۔"[1]

جب نمازی کے آگے سترہ ہو تو تب سترے کے پیچھے سے گزر جانے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر نمازی کے آگے جگہ تنگ ہو اور آگے گزرنے کی شدید ضرورت ہو تو تب نماز ادا کرنے والا اسے پیچھے نہ ہٹائے کیونکہ اس صورت میں آگے گزرنے والا مجبور ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص حرم میں نماز پڑھ رہا ہو تو وہ بھی آگے سے گزرنے والے شخص کو نہ روکے کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں نماز ادا کرتے تھے تو لوگ آگے سے گزر جاتے تھے حالانکہ آپ کے آگے سترہ نہ ہوتا تھا۔[2]

جب نماز ادا کرنے والا اکیلا ہو یا امام ہو تو سب سترے کا استعمال مسنون ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ، فَلْيُصَلِّ إِلَى سُتْرَةٍ وَلْيَدْنُ مِنْهَا"

"جب کوئی شخص نماز ادا کرے تو وہ سترہ سامنے رکھے اور اس کے قریب ہو۔"[3]

واضح رہے مقتدی کے لیے اس کے امام کا سترہ ہی کافی ہے۔

سترے کا استعمال واجب نہیں ہے کیونکہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم في فضاء وليس بين يديه شيء"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھلے میدان میں نماز پڑھائی اور آپ کے آگے کوئی شے (بطور سترہ) نہ تھی۔"[4]

سترہ باریک ہو یا موٹا یا چوڑا، اسے کھڑا کرکے رکھنا چاہیے، سترہ کجاوے کی پچھلی لکڑی کی طرح (ڈیڑھ فٹ کے قریب) ہونا چاہیے۔ سترہ کے استعمال میں یہ حکمت ہے کہ وہ نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو روک دے گا اور سترہ کے پیچھے جو کچھ ہو گا نمازی اس میں (نظر و فکر کرکے) مشغول نہ ہو گا۔ اور اگر کوئی شخص صحراء میں نماز ادا کرنا چاہے تو وہ کسی ایسی چیز کو سترہ بنالے جو گزرنے والے کو بآسانی نظر آجائے، مثلاً: درخت، پتھر اور لاٹھی وغیرہ۔ اگر زمین میں لاٹھی کو گاڑنا ممکن نہ ہو تو اسے چوڑائی کی صورت ہی میں اپنے سامنے رکھ لے۔

(2)۔ اگر امام قراءت کرتے وقت کلمات میں کمی بیشی کرجائے تو مقتدی لقمہ دے کر اس کی اصلاح کردے۔

(3)۔ نماز کے دوران کپڑا اوڑھنا، اتارنا، کسی چیز کو اٹھانا، رکھنا، دروازہ کھولنا وغیرہ مباح کام ہیں۔ نماز میں سانپ اور بچھو مارنا درست ہے کیونکہ:

"أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ..... الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ)"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی حالت میں دو سیاہ موذی جانوروں سانپ اور بچھو کو مارنے کا حکم دیا ہے۔"[5]

کسی مباح کام کو بکثرت سے نہیں کرنا چاہیے الا یہ کہ اس کی شدید ضرورت ہو۔ اگر کسی نے کوئی مباح کام بلا ضرورت، کثرت سے اور لگاتار کیا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ یہ چیز نماز کے منافی ہے اور خشوع و خضوع کو ختم کردینے والی ہے۔

(4)۔ جب نمازی کو نماز کے دوران کوئی اہم معاملہ پیش آجائے، مثلاً: کوئی شخص اندر آنے کی اجازت طلب کرے یا امام بھول جائے یا کسی انسان کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ اسے متنبہ کرسکتا ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ مرد تسبیح (سبحان اللہ) کہے اور عورت (ایک ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر مار کر) تالی بجادے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"یاأیھا الناس مالکم حین نابکم شیء فی الصلاۃ أخذتم بالتصفیح إنما التصفیح للنساء، من نابہ شیء فی صلاتہ فلیقل سبحان اللہ".

"اے لوگو! تمھیں کیا ہوگیا ہے جب تمھیں نماز میں کوئی شے درپیش ہوتی ہے تو تم تالیاں بجانا شروع کردیتے ہو جو تالی عورتوں کے لیے ہے۔ جس کو نماز میں کوئی شے پیش آجائے تو وہ سبحان اللہ کہے۔"[6]

(5)۔ جب کوئی شخص حالت نماز میں سلام کا جواب دینے کا طریقہ جانتا ہو تو اسے سلام کہنا درست ہے۔ تب نمازی کو چاہیے کہ دوران نماز اشارے کے ساتھ سلام کا جواب دے، البتہ زبان کے ساتھ وعلیکم السلام نہ کہے، ورنہ اس کی نماز باطل ہوجائے گی کیونکہ وہ نماز میں آدمی سے مخاطب ہوا ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ سلام پھیرنے کے بعد زبان سے جواب دے۔

(6)۔ نمازی حالت قیام میں ایک رکعت میں متعدد سورتیں پڑھ سکتا ہے، چنانچہ حدیث میں ہے:

"أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ البقرۃ والنساء وآل عمران، والنساء فی رکعۃ"

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت میں سورہ بقرہ، سورہ آل عمران اور سورہ نساء کی قراءت فرمائی۔"[7]

اسی طرح نمازی دو رکعتوں یں ایک ہی سورت تکرار سے پڑھ سکتا ہے۔ یا ایک سورت کو تقسیم کرکے دو رکعتوں میں قراءت کرسکتا ہے۔ علاوہ ازیں کسی سورت کے آخری حصہ کو پڑھنا یا درمیان سے پڑھنا جائز ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کبھی کبھار) فجر کی سنتوں کی پہلی رکعت میں:

قولواء امنّا باللّہِ وما أُنزِلَ إلینا وما أُنزِلَ إلیٰ إبرٰہ‍ مَ وإسمٰعیلَ وإسحٰقَ ویعقوبَ والأسباطِ وما أوتیَ موسیٰ وعیسیٰ وما أوتیَ النّبیّون من ربّھم لا نُفرّقُ بین أحدٍ منھم ونحن لہٗ مُسلمون ١٣٦ ... سورۃ البقرۃ

"اے مسلمانو! تم سب کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم اسماعیل اسحاق یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) اور دوسرے انبیا (علیہم السلام) دیئے گئے۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے، ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں"[8]

پڑھتے جب کہ دوسری رکعت میں سورہ آل عمران کی آیت:

قُل یٰأھلَ الکِتٰبِ تعالَوا إلیٰ کلمۃٍ سواءٍ بیننا وبینکم ألّا نعبُدَ إلّا اللّہَ ولا نُشرِکَ بہِ شیئًا ولا یتّخذَ بعضُنا بعضًا أربابًا من دونِ اللّہِ فإن تولّوا فقولوا اشھدوا بأنّا مُسلِمون ٦٤ ... سورۃ آل عمران[9]

پڑھتے تھے۔"[10]

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

"فاقرءوا ما تیسّر منہ "

"سو تم بہ آسانی جتنا قرآن پڑھ سکو پڑھو۔"[11]

میں عموم ہے، یعنی قرآن مجید کے کسی بھی مقام سے نماز میں قراءت ہوسکتی ہے۔

(7)۔ دوران قراءت اگر ایسی آیت کی تلاوت ہو جس میں عذاب کا ذکر ہو تو نماز ادا کرنے والا اللہ کی پناہ طلب کرے اور اگر رحمت کے ذکر پر مشتمل آیت آئے تو اللہ تعالیٰ سے اس کا سوال کرے۔ اگر قراءت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے تو درود شریف (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھے کیونکہ اس کی بہت تاکید آئی ہے۔

یہ چند امور ہیں جو حالت نماز کے لیے مستحب اور مباح ہیں۔ ہم نے ان کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ آپ بوقت ضرورت ان سے مستفید ہوسکیں۔ نیز آپ کو ان مسائل سے واقفیت اور بصیرت حاصل ہو۔

نماز ایک عظیم عبادت ہے اس میں وہی کام اور بات درست ہے جو ان شرعی حدود کے اندر ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہیں، لہذا آپ ان حدود کا خیال رکھیں اور جن اُمور سے نماز مکمل ہوتی ہو یا اس میں نقص آتا ہو ان سے واقفیت حاصل کریں تاکہ آپ اپنی نماز کامل طور پر ادا کرسکیں۔

---

[1]۔ صحیح مسلم الصلاۃ باب منع المار بین یدی المصلی حدیث 506۔

[2]۔ (ضعیف) سنن ابی داود المناسک باب فی مکۃ حدیث 2016 وسنن النسائی القبلۃ باب الرخصۃ فی ذلک حدیث 759 وسنن ابی ماجہ المناسک باب الرکعتین بعد الطواف حدیث 2958 ومسند احمد 6/399 لہذا حرم میں بھی نمازی کے آگے سے گزرنے سے اجتناب کرنا چاہیے الا یہ کہ شدید مجبوری ہو۔

[3]۔ سنن ابی داود الصلاۃ باب ما یؤمر المصلی ان یدرا۔ حدیث 698۔

[4]۔ مسند احمد 1/224۔ 327 اوپر والی روایت میں سترہ کے استعمال کے بارے میں امر کا صیغہ "فلیُصَلِّ اِلَی سُتْرَۃٍ" آیا ہے جو وجوب کا متقاضی ہے۔ لہذا سترہ رکھنا واجب ہے۔ مصنف نے آگے چل کر صحراء کے بارے میں جو لکھا ہے وہ عبارت بھی سترہ کے وجوب کی تائید میں ہے۔ باقی رہی ابن عباس والی روایت تو اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے آپ کے پاس کوئی شے نہ ہو جسے سترہ بنا لیتے۔ (صارم)

[5]۔ سنن ابی داود الصلاۃ باب العمل فی الصلاۃ حدیث 921 وجامع الترمذی الصلاۃ باب ماجاء فی قتل الاسود فی الصلاۃ حدیث 390 واللفظ لہ۔

[6]۔ صحیح البخاری العمل فی الصلاۃ باب رفع الایدی فی الصلاۃ لامر ینزل بہ حدیث 1218 و صحیح مسلم الصلاۃ باب تسبیح الرجل و تصفیق المراۃ۔۔۔ حدیث 422۔

[7]۔ صحیح مسلم صلاۃ المسافرین باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلاۃ اللیل حدیث 772 وسنن النسائی الافتتاح باب مسالۃ القاری اذا مر بآیۃ رحمۃ حدیث 1010 واللفظ لہ۔

[8]۔ البقرہ۔ 136۔

[9]۔ آل عمران/64۔

[10]۔ صحیح مسلم صلاۃ المسافرین باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر۔ حدیث 727۔

[11]۔ المزمل 73/20۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

[قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی احکام ومسائل]

نماز کے احکام ومسائل: جلد 01: صفحہ 127